علمائے لدھیانہ کا

فتویٰ دارالحرب

نصرۃ الابرار

۱۸۸۸ء

علمائے لدھیانہ

مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (صدر جمعیت علمائے ہند) نے اپنی کتاب "نقش حیات" کے صفحہ نمبر ۴۸۲ پر فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے۔

مشہور مؤرخ مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے" کے صفحہ نمبر ۱۱۴ تا ۱۲۰ میں تفصیل سے فتویٰ نصرۃ الابرار کا ذکر کیا ہے

اس خاندانِ رفیعُ الارکان علماء لدھیانہ کی دینی، سیاسی اور قومی و ملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔

(ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا
[النصر: ۱، ۲]

الحمد للہ والمنۃ کہ جو جامع منقول ومعقول مولانا عبد العزیز صاحب خلف الرشید مولانا مولی الکل مولوی عبد القادر مرحوم لدھیانوی نے علی متوطن بمبئی کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ ہنود سے معاملہ کرنا وکانگریس میں شریک ہونا بشرط عدمِ نقصانِ دین جائز ہے لیکن سید احمد نیچری کی ایسوسی ایشن میں ملنا بالکل حرام ہے اور اس کی مدد کرنی بیشک گناہ ہے۔ اس مضمون کو برادرِ کلاں مولانا موصوف اعنی ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ مولانا مولوی محمد صاحب مفتی لدھیانہ نے مدلل طور پر تحریر فرما کر اس کا نام

نصرۃ الابرار

رکھا۔ اب وہ فتویٰ مواہیر علماء لدھیانہ وجالندھر وہوشیار پور وکپور تھلہ وامرتسر ورتڑ چھتڑ وگجرات وجموں وفیروز پور وقصور وملتان وپاک پٹن وسنکڑ وانبالہ وسہارنپور ودیوبند وگنگوہ ومظفر نگر ودہلی ورامپور وبریلی ومراد آباد ومدینہ منورہ وبغداد شریف وغیرہ وغیرہ سے مزین ہو کر بصحت تمام

مطبع صحافی لاہور ایچی سن گنج میں چھپا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ علی محمد متوطن بمبئی حال وارد لدھیانہ مولانا مولوی محمد صاحب مفتی لدھیانہ کی خدمت بابرکت میں عرض پرداز ہے کہ جو مولوی عبدالعزیز صاحب عالم بے ریائے برسرِ وعظ میرے سوالات کے جوابات میں ارشاد فرمایا تھا بطور استفتاء تحریراً عنایت ہوا۔

سوالِ اول

سلطنت انگلشیہ جس میں ہم کو اپنے امور دینیہ پر عمل کرنے سے روک نہیں، بہتر ہے یا حکومت روس جو سخت متعصّب اور دشمن قدیمی سلطانِ روم کی ہے۔

جواب

اللهم أرنا الحق حقا والباطل باطلا

سلطنت انگلشیہ بہتر ہے کیونکہ سرکار دولت مدار مثل روس کے متعصّب نہیں اور سلطانِ روم (جو ایک بڑا بادشاہ ذی اقتدار اہل اسلام خادم حرمین شریفین اور حافظ بیت المقدس وکربلائے معلّیٰ کا ہے) اور سرکار دولت مدار میں برخلاف روس کے اتحاد قائم چلا آتا ہے۔ اگر بالفرض والتقدیر سرکاری عمل داری مملکت روس وغیرہ سے بہتر نہ سمجھی جاوے تب بھی رعایا اہل اسلام کو شرعاً حرام ہے کہ سرکار کے برخلاف روس یا سلطان روم وغیرہ سے در پردہ رابطہ واتحاد پیدا کرے بلکہ جو مسلمان سرکاری عمل داری میں چند روز کے واسطے وارد ہو اس کو یہی مخالفت سرکار کی شرعاً حرام ہے۔

كما قال في الهداية: إذا دخل المسلم دار الحرب تاجرا فلا يحل له أن يتعرض لشيء من أموالهم ولا من دمائهم " لأنه ضمن أن لا يتعرض لهم بالاستئمان فالتعرض بعد ذلك يكون غدرا والغدر حرام(الهداية في شرح بداية المبتدي:

۲/ ۳۹۵)

یعنی جو سوداگری کے طور پر مسلمان حکومت کفار میں داخل ہوا اس کو مخالفت کرنی شرعًا حرام ہے۔ پس جب تاجر کو جو عارضی طور پر واسطے چند روز کے رعایا میں داخل ہوا ہے مخالفت درست نہیں تو رعایا اصلی کو علم مخالفت کا بلند کرنا شرعًا کب درست ہو سکتا ہے۔ اسی طرح شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے درباب حکومت سکھوں کے فتویٰ دیا ہے۔ وھو ھذا:

"مالِ سِکھاں و ہنود بفریب و دغا گرفتن کسے را کہ در آں ملک سکونت دارد یا نوکر آنہا ست درست نیست کہ نقص عہدیت۔" انتہی

واللہ أعلم وعلمه أتم